Quarterly Research Journal “Al-Qudwah”, Volume 02, Issue 04, Oct-Dec 2024

AL-QUDWAH

ISSN(P): 2959-2062 / ISSN(E): 2959-2054

https://al-qudwah.com

سیاہ کاری کے متعلق شیرانی قبائل کے مروجہ قوانین کا فقہ اسلامی کی روشنی میں تحقیقی مطالعہ

Customary Laws of Shirani Tribes Regarding Honor Crimes: A Research Study in the Light of Islamic Jurisprudence

ABSTRACT

This article examines the customary laws of the Sherani tribe concerning "Siahkari" (adultery) in light of Islamic jurisprudence. Siahkari is considered a grave sin in Islam, with clear punishments prescribed for its perpetrators, such as the "Hadd-e-Zina," implemented under specific conditions, including the testimony of four witnesses or a confession. The study analyzes the tribal practices distinguishing unmarried, betrothed, married, and widowed women accused of adultery, highlighting the lack of evidence required for these accusations. The tribal customs mandate severe punishments, including death, mutilation, or social ostracization, often enforced by the woman’s male relatives or in-laws. Historical accounts from the Zhob Gazetteer show that such practices included cutting off a seducer's foot or nose and mutilating widows involved in misconduct. In contemporary times, the issue remains highly sensitive, with little room for negotiation or reconciliation. Tribal norms still dictate killing both the man and woman involved without requiring proof beyond the accusers' claims. The article critically evaluates these practices, comparing them with Islamic principles of justice, evidence, and punishment. It underscores the divergence between tribal laws and Islamic jurisprudence, advocating for a re-evaluation of these customs to align with Islamic teachings and ensure justice.

Keywords: *Siahkari, Islamic Jurisprudence, Tribal Laws, Customary Practices, Justice.*

AUTHORS

Muhammad Daud*

Department of Islamic Studies & Arabic, Gomal University, Dera Ismail Khan:

dawoodsherani248@gmail.com

Dr. Manzoor Ahmad**

Assistant Professor, Department of Islamic Studies & Arabic, Gomal University, Dera Ismail Khan:

drmanzoor67@yahoo.com

Date of Submission: 15-11-2024

Acceptance: 29-11-2024

Publishing: 03-12-2024

Web: https://al-qudwah.com/

OJS: https://al-qudwah.com/index.php/aqrj/user/register

e-mail: editor@al-qudwah.com

Correspondence Author:

Dr. Manzoor Ahmad* *Assistant Professor, Department of Islamic Studies & Arabic, Gomal University, Dera Ismail Khan.*

سیاہ کاری سے مراد ''زنا'' ہے جو کبیرہ گناہوں میں سے سخت ترین گناہ ہے جس کی شرعی سزا مقرر ہے، اگر کوئی شخص اس فعلِ شنیع کا ارتکاب کرے یعنی اپنے اختیار سے کسی ایسی عورت سے جماع کرے جو نہ تو اس کے نکاح میں ہو اور نہ ہی اس کی ملکیت میں ہو، اور شرائط کے مطابق چار گواہوں کے ذریعہ، یا چار مرتبہ قاضی کی مجلس میں اقرار کے ذریعہ اس کا ثبوت ہو جائے تو شریعتِ محمدیہ میں ایسے فرد پر ''حدِّ زنا'' کا نافذ کرنا لازم ہے۔ معاشرتی لحاظ سے بھی یہ فعل قبیح سمجھا جاتا ہے اور ہر معاشرہ میں کسی نہ کسی صورت میں اس کی سزا مقرر ہے اسی طرح شیرانی قوم کے مروجہ قوانین میں بھی ناجائز تعلقات یعنی ایسی مُجامَعَت یا مُباشَرَت جو اپنے وقوع میں نکاح سے پہلے یا نکاح سے علاوہ ہو، کی سزا طے ہے۔ اس آرٹیکل میں ان دفعات کا فقہ اسلامی کی روشنی میں جائزہ لینے کی کوشش کی گئی ہے۔

مروجہ قوانین کی رو سے کنواری لڑکی، منسوبہ، شادی شدہ اور بیوہ کی سیاہ کاری میں فرق:

کنواری لڑکی بزبان والدین سیاہکار سمجھی جاتی ہے۔ منسوبہ اور شادی شدہ بزبان شوہر سیاہکار سمجھی جاتی ہیں اور بیوہ بزبان وارثان شوہری سیاہکار سمجھی جاتی ہے۔ اس کے لیے ثبوت و وجوہات کی ضرورت نہیں۔ صرف ورثاء کا یہ کہہ دینا کہ وہ کسی خاص شخص سے سیاہ ہے، یہی ثبوت کافی سمجھا جاتا ہے، اگرچہ سیاہکاران کو ایک جگہ پایا جاوے اور یا نہ پایا جاوے۔[1]

قتل سیاہ کاران

بعلت سیاہکاری سیاہ کار اور سیاہ کار کو مطابق رواج قتل کیا جانا لازمی ہے اور ہر ایک صورت میں خواہ سیاہ کار و سیاہکارہ کو سیاہ کاری کرتے دیکھے جاویں یا ان کے ورثاء کو ان کے سیاہ کاری کا پورا یقین ہو۔ کنواری کے رشتہ دار اس کا باپ و بھائی و نزدیکی عزیزان سمجھے جاتے ہیں۔ بیوہ اور شادی شدہ اور منسوبہ کے قتل کا اختیار ان کے شوہر و عزیزان شوہر سمجھے جاتے ہیں۔[2]

اگر ہر دو سیاہ کاران یا ان میں سے ایک قتل کر دیا جاوے تو ہر ایک صورت میں رواجاً عیوضانہ یا سزا دی جائیگی۔ عورت حوالہ پدر یا پدری وارثان کی جاتی ہے اور اس کا نکاح ثانی اس علاقہ میں بند ہوتا ہے۔ اگر عورت کنواری ہو تو اس کے لیے یہی سزا کافی سمجھی جاتی ہے کہ اس علاقہ میں اس کا نکاح اور شادی بند ہے۔ اگر عورت منسوبہ یا بیوہ یا شادی شدہ ہو تو ماسوائے علاقہ کے بند ہونے کا اس کے ورثاء پدری ساڑھے تین سو روپیہ شرمانہ ان کے شوہر کو دیں گے۔ اور اگر عورت قتل ہو جائے اور مرد یا سیاہ کار بچ جاوے تو اس کو بھی ساڑھے تین سو روپیہ شرمانہ کنواری کے ورثاء پدری کو اور بیوہ منسوبہ و شادی شدہ کے شوہری ورثاء کو دینا ہو گا۔ مزید براں مقررہ وقت کا مقررہ جرگہ سیاہ کار کے لیے مناسب سزا مقرر کر لیتے ہیں جو کہ ایک نہیں۔[3]

ژوب گزٹیئر میں ہے:

> "among the Shiranis the seducer's right foot or nose was cut off. In case of misconduct on the part of a widow, her nose and ears were cut off. Theoretically death is still the punishment for adultery"[4]

(شیرانیوں کے ہاں اس کے اشنا کا دایاں قدم یا ناک کاٹ دیا جاتا تھا بیوہ کی بد چلنی پر اس کا ناک اور کان کاٹ دیے جاتے تھے، نظری

---

[1] معتبرین قوم شیرانی، مسودہ قوانین شیرانی، دفعہ 19، ستمبر 1930ء

[2] ایضاً، دفعہ 23

[3] ایضاً، دفعہ 24

[4] C.F.Minchin, Major, Baluchistan District Gazetteer Series, ZhobnDistrict, (Bombay: Bombay Education Society's Press, December 1907) Volume1, p63

طور پر اب بھی زناکاری کی سزا موت ہے۔)

موجودہ مروجہ شکل

عصر حاضر میں ناجائز تعلقات کا معاملہ حد درجہ حساسیت کا حامل ہے اس سلسلے میں کوئی بھی چشم پوشی غیرت کے منافی سمجھی جاتی ہے۔ اس لئے اس قسم کا واقعہ پیش آنے پر اس میں تصفیہ کرانے یا گفت وشنید کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی بلکہ اس موضوع پر گفتگو کرنا بھی معیوب سمجھا جاتا ہے اور مرد وزن دونوں کا قتل کرنا ہی از روئے رواجی قانون متعین ہے۔ عموماً ہوتا یہ ہے کہ مرد کو پہلے قتل کیا جاتا ہے اور بعد میں گھر آکر عورت کو قتل کر دیا جاتا ہے۔ عورت کے مارے جانے اور مرد کے بچ جانے پر نصف دیت لے کر صلح کرنا اور ورثاء شوہری و پدری میں برابر دینے کا کوئی سوچ بھی نہیں سکتا۔ اگر خاوند اپنی بیوی کو قتل کر کے مرد کے خلاف اقدام نہیں کرتا تو عورت کے اولیاء اس سے شرمانہ نہیں لیتے بلکہ اس کو قتل کر دیتے ہیں۔ نیز سیاہکاری کے لیے اب بھی بلا کسی ثبوت کے ورثاء کا کہہ دینا کافی سمجھا جاتا ہے۔

فقہ اسلامی کی روشنی میں: لغت میں زنا: الرُّقِيّ على الشيء[5] (کسی چیز پر پیش رفت) کے معنیٰ میں آتا ہے۔

زنا ایک قبیح فعل ہے اور اس کا قبح عقلی و شرعی دلائل سے ثابت ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَا إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا"[6] (اور زنا کے بھی پاس نہ جانا کہ وہ بے حیائی اور بری راہ ہے۔)

امام رازیؒ فرماتے ہیں کہ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے لَاتَزنُوا کی بجائے لَاتَقْرَبُوا الزِّنَا اس لیے فرمایا کہ زنا کی حرمت اور قبح بیان کرنے میں ابلغ ہے[7]۔ سورۃ الفرقان میں اللہ تعالیٰ اپنے خصوصی بندوں کی صفات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ يَلْقَ أَثَامًا"[8] (اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرے معبود کو نہیں پکارتے اور نہ ہی ناحق قتل کرتے ہیں جس جان کو اللہ نے حرمت بخشی ہے اور بدکاری نہیں کرتے اور جو کوئی کرے یہ کام وہ جا پڑا گناہ میں۔)

رسول اللہ ﷺ سے جب بڑے گناہوں کے متعلق پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: أَنْ تُزَانِيَ بِحَلِيلَةِ جَارِكَ"[9]

(یہ کہ تو اپنے پڑوسی کی بیوی سے بدکاری کرے۔)

حنفیہ کی کتاب الہدایۃ میں زنا کی اصطلاحی تعریف یہ کی گئی ہے: "وطی الرجل المرأة في القبل في غيرالملك وشبهة الملك"[10]

(کوئی مرد، عورت کی فرج میں مالک ہونے یا ملکیت کے شبہ کے بغیر جماع کرے۔)

فتح القدیر میں زنا کی تعریف مندرجہ ذیل الفاظ کے ساتھ کی گئی ہے:

"وطی مكلف طائع مشتهاة حالا أو ماضيا في القبل بلا شبهة ملك في دار الإسلام" [11]

(دار الاسلام میں مکلف آدمی جو مجبور نہ ہو، صاحب شہوت عورت کی شرمگاہ میں وطی کرے اور اسے ملکیت کا شبہ نہ ہو۔)

---

[5] زين الدين، محمد بن تاج العارفين، التوقيف على مهمات التعاريف، (القاهرة: عالم الكتب، 1410ھ)، ج1، ص187

[6] الاسراء: 32

[7] الرازی، فخرالدين محمدبن عمر، مفاتيح الغيب، (بيروت: داراحياء التراث العربی، 1420ھ)، ج20، ص331

[8] الفرقان: 68

[9] بخاری، صحیح البخاری، کتاب تفسير القرآن، باب والذين لا يدعون مع الله، رقم الحديث: 4761

[10] المرغينانی، ابوالحسن برہان الدين على بن ابى بكر، الهداية فى شرح بداية المبتدى، (بيروت: داراحياء التراث العربی، س ن) ج2، ص344

[11] ابن ہمام، محمد بن عبد الواحد، فتح القدير، (بيروت: دار الفكر، س ن)، ج5، ص247

بدائع الصنائع میں زنا کی حسب ذیل جامع تعریف کی گئی ہے:

"الزنا: فهواسم للوطی الحرام فی قبل المرأة الحية فی حالة الاختيار فی دارالعدل،ممن التزم احکام الاسلام العاری عن حقيقة الملک وعن شبهته،وعن شبهة الاشتباه"[12]

(زنا اس حرام جماع کا نام ہے جو کسی زندہ عورت کی فرج میں بحالت اختیار اسلامی حکومت میں ایسے شخص سے واقع ہوا ہو جس نے اسلام کے احکام اپنے ذمہ لازم کر لیے ہوں جو کہ حقیقت ملک وشبہ ملک وشبہ اشتباہ سے بھی خالی ہو)

شافعیہ: فقہ شافعی کی مشہور کتاب المغنی المحتاج میں زنا کی تعریف یہ بیان کی گئی ہے:

"ایلاج الذکر بفرج محرم لعینه خال عن الشبهة مشتهی یوجب الحد"[13]

(عضو تناسل کا بقدر حشفہ ایسی عورت کے عضو تناسل میں داخل کر دینا جو اس مرد کے لیے اپنی ذاتی اعتبار سے حرام ہو اور ہر قسم کی حلت کے شبہ سے خالی ہو نیز یہ کہ عورت شہوت کا محل ہو)

مالکیہ: مالکیہ کے نزدیک زنا کی تعریف یوں ہے: "وطی مکلف مسلم فرج آدمی لا ملک له فيه باتفاق تعمدا"

(مکلف مسلمان کا کسی ایسے انسان کی فرج میں وطی کرنا جو اس کی ملکیت قرار نہ پاتا ہو اور یہ فعل قصداً کیا گیا ہو)

حنبلیہ: المحرر فی الفقہ میں مجد الدین ابو البرکات نے زانی کی تعریف یہ کی ہے: "الزانی من غيب الحشفه فی قبل او دبر حراما محضا"[14] (زانی وہ ہے جس نے اپنا سر ذکر کسی کی قبل یا دبر میں خالص حرام ہوتے ہوئے غائب کر دیا ہو)

العدۃ شرح العمدۃ میں زانی کی حسب ذیل تعریف بیان کی گئی ہے:

"الزانی من اتی الفاحشة فی قبل او دبرمن امرأة لايملكها،او من غلام او من فعل ذالک به"[15]

(زانی وہ ہے جو قبل یا دبر میں ایسی عورت سے جس کا وہ مالک نہیں فعل فاحش کا ارتکاب کرے یا کسی لڑکے سے ایسا فعل کرے)

ظاہری مسلک: ظاہریہ کے نزدیک زنا کی تعریف یہ ہے: "من وطی من لايحل النظر الی مجردها"[16]

(ایسی عورت سے وطی کرنا جس کے کسی برہنہ حصہ کی جانب نظر کرنا حلال نہ ہو)

شیعہ جعفریہ: محقق الحلی نے شرائع الاسلام میں کچھ یوں تعریف کی ہے: "فهو ايلاج الانسان ذكره، فی فرج امرأة محرمة،من غير عقد ولاملک ولاشبهة۔ ويتحقق ذالک بغيبوبة الحشفة قبلاً او دبراً"[17]

---

[12] الکاسانی،علاؤالدین،ابوبکربن مسعودبن احمد،ط:الثانیہ،(بیروت:دارالکتب العلمیہ،1406ھ/1986ء)بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع،ج7، ص33

[13] الشربینی،شمس الدین محمدبن احمد،الخطیب،مغنی المحتاج الی معرفة معانی الفاظ المنہاج،(دارالکتب العلمیہ،1415ھ/1994ء)، ج5،ص442

[14] مجد الدین ،ابوالبرکات عبدالسلام بن عبداللہ بن الخضربن محمد،المحرر فی الفقہ علی مذہب الامام احمد بن حنبل،ط:الثانیہ(الریاض: مکتبة المعارف،1404ھ/1984ء)،ج2،ص153

[15] المقدسی،ابو محمدبہاؤالدین عبدالرحمٰن بن ابراہیم، العدة شرح العمدة،(القاہرة:دارالحدیث،1424ھ/2003ء)،ج1،ص593

[16] ابن حزم ظاہری،ابو محمد علی بن احمدبن سعید،المحلی فی شرح المجلی بالحجج والاثار،کتاب الزنا،(بیت الافکارالدولیة، 1424ھ /2003ء)، رقم 2202،ص2125

[17] الحلی،ابوالقاسم نجم الدین جعفر بن الحسن،شرائع الاسلام فی مسائل الحلال والحرام،کتاب الحدود والتعزیرات،ط:الحادیہ عشرة (بیروت:دارالقاری، 1485ھ/2004ء)،ص394

(کسی مرد کا اپنے عضو تناسل کا عورت کے عضو تناسل میں بقدر حشفہ داخل کر دینا، عقد نکاح یا ملکیت کے حق کے بغیر جبکہ ان کا شبہ بھی موجود نہ ہو، زنا کہلائے گا۔ خواہ یہ فعل قبل میں کیا گیا ہو یا دبر میں۔)

بعض فقہاء نے زنا کی تعریف کرتے ہوئے ان افعال کو بھی اس میں شامل کیا ہے جن سے جنسی تسکین حاصل ہوتی ہے، جیسے: بوسہ لینا، چھونا، دیکھنا یا جنسی خیالات رکھتے ہوئے کسی کے قریب ہونا۔ تاہم زنا کی تعریف وہی ہے جس پر سزا (حد) نافذ ہوتی ہے۔

مذکورہ بالا تعریفات کے مطابق زنا سے مراد ایسی مُجامَعَت یا مُباشَرَت ہے جو اپنے وقوع میں نکاح سے پہلے یا نکاح سے علاوہ ہو۔ اسلام نے زنا میں دونوں مفاہیم کو شامل کیا ہے: ایک قبل ازدواج جماع جو کہ نکاح (شادی) سے پہلے یا غیر شادی شدہ افراد کے مابین ہو اور دوسرا بیرون ازدواج جماع جو کہ اپنے غیر منکوحہ (مرد یا عورت) سے کیا جائے۔ گو کہ دونوں صورتوں میں ایسا جماع جرم اور گناہ ہی ہے لیکن صورت اول میں اس جرم کی سزا اسلامی قوانین کے مطابق سو کوڑے، جبکہ صورت دوم میں اس کی سزا رجم ہے۔

زنا کی سزا: شریعت اسلامی میں زنا ان جرائم میں شامل ہے، جس کی سزا اللہ تعالیٰ نے خود مقرر فرمائی ہے۔ شریعت کی اصطلاح میں سزاؤں کو حد کہا جاتا ہے[18]۔ ابتدائے اسلام میں زنا کے ارتکاب پر عورت کے سزا کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"وَاللَّاتِي يَأْتِينَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِسَائِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوا عَلَيْهِنَّ أَرْبَعَةً مِنْكُمْ فَإِنْ شَهِدُوا فَأَمْسِكُوهُنَّ فِي الْبُيُوتِ حَتَّى يَتَوَفَّاهُنَّ الْمَوْتُ أَوْ يَجْعَلَ اللَّهُ لَهُنَّ سَبِيلًا"[19]

(مسلمانو! تمہاری عورتوں میں جو بدکاری کا ارتکاب کر بیٹھیں ان پر اپنے لوگوں میں سے چار شخصوں کی شہادت لو۔ اگر وہ گواہی دیں تو ان کو گھروں میں بند رکھو یہاں تک کہ موت ان کا کام تمام کر دے یا اللہ ان کے لئے کوئی اور سبیل (پیدا) کرے)

اس آیت میں ایک تو ثبوت زنا کا خاص طریقہ چار مردوں کی شہادت کیساتھ ہونا بیان فرمایا ہے۔ دوسرے زنا کی سزا عورت کے لیے گھر میں قید رکھنا اور دونوں کے لیے ایذا پہنچانا مذکور ہے اور ساتھ اس میں یہ بھی بیان کر دیا گیا ہے کہ سزائے زنا کا یہ حکم آخری نہیں بلکہ آئندہ اور کچھ حکم آنے والا ہے۔ جب سورہ نور کی آیت نازل ہوئی تو یہ حکم منسوخ ہو گیا اور اس کی جگہ مستقل سزاؤں نے لے لی۔ حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ سورہ نساء میں جو وعدہ کیا گیا تھا "أَوْ يَجْعَلَ اللَّهُ لَهُنَّ سَبِيلًا" یعنی یہ کہ اللہ ان کے لیے کوئی اور سبیل بتادے، متعین فرمادی۔ اس کے ساتھ ہی ابن عباس رضی اللہ عنہ نے سو کوڑے مارنے کی سزا کو غیر شادی شدہ مرد و عورت کے لیے مخصوص قرار دیا[20] اور فرمایا کہ: الرَّجْمَ لِلثَّيِّبِ، وَالْجَلْدَ لِلْبِكْرِ[21] (یعنی شادی شدہ کے لیے رجم اور کنوارے کے لیے کوڑے کی سزا ہے (جب وہ زنا کریں)۔ اس لیے حد زنا میں دو قسم کی سزائیں شامل ہیں:

1۔ غیر محصن (غیر شادی شدہ) کے زنا کی سزا:

اس کو سو کوڑے مارنا ہے جس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ"[22]

(بدکاری کرنے والی عورت اور بدکاری کرنے والا مرد (جب ان کی بدکاری ثابت ہو جائے تو) دونوں میں سے ہر ایک کو سو درے مارو۔)

غیر شادی شدہ کے لیے سو کوڑوں کی سزا احادیث مبارکہ سے بھی ثابت ہے، جیسے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

[18] جرجانی، علی بن محمد بن علی، کتاب التعریفات، (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1403ھ)، ج1، ص83

[19] النساء: 15-16

[20] محمد شفیع، مفتی، معارف القرآن، (کراچی: ادارۃ المعارف، 1996ء)، ج6، ص344

[21] بخاری، صحیح بخاری، کتاب تفسیر القرآن، باب سورۃ النساء، رقم الحدیث: 4573

[22] النور: 2

"خُذُوا عَنِّي خُذُوا عَنِّي،قَدْ جَعَلَ اللَّهُ لَهُنَّ سَبِيلًا الْبِكْرُ بِالْبِكْرِ جَلْدُ مِائَةٍ،وَنَفْيُ سَنَةٍ،وَالثَّيِّبُ بِالثَّيِّبِ جَلْدُ مِائَةٍ وَالرَّجْمُ"[23]

(مجھ سے لے لو اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے لیے راہ نکال لی، کنوارے مرد اور کنواری عورت کو سو کوڑے مارو اور ایک سال کے لیے ملک بدر کر دو اور شادی شدہ مرد و عورت کو کوڑے مارو اور سنگسار کر دو)

احناف کے نزدیک اگر زانی و زانیہ غیر شادی شدہ ہیں تو ان میں سے ہر ایک کو سو کوڑے مارے جائیں گے۔ اس کوڑے کے سرے پر گرہ نہ ہو گی۔ متوسط درجہ کی ضرب لگائی جائے گی۔ سر، چہرے اور شرمگاہ کے علاوہ تمام اعضائے جسمانی پر متفرق کر کے کوڑے لگائے جائیں گے۔ سوائے تہ بند یا پاجامہ کے دیگر لباس علیحدہ کر لیا جائے گا۔ عورت کے جسم سے عام پہننے والے کپڑوں پر کوئی پوستین یا اس کی مانند کوئی موٹا لباس ہو تو صرف اس کو علیحدہ کر دیا جائے گا۔ فتاویٰ ہندیہ میں اس کے متعلق ذکر ہے کہ: "وان كان غيرمحصن فحده مائة جلدة ان كان حرا"[24] (اور اگر شادی شدہ نہ ہو، تو اس کی سزا سو کوڑے ہیں بشرطیکہ آزاد ہوں)

2۔ محصن (شادی شدہ) کی سزا: سنگسار کرنا

زنا بعد احصان کی سزا کا علم ہمیں حدیث سے حاصل ہوتا ہے۔ بکثرت معتبر روایات سے ثابت ہے کہ نبی ﷺ نے نہ صرف قولاً اس کی سزا رجم (سنگساری) بیان فرمائی ہے، بلکہ عملاً آپ ﷺ نے متعدد مقدمات میں یہی سزا نافذ بھی کی ہے۔ پھر آپ ﷺ کے بعد چاروں خلفائے راشدین نے اپنے دور میں یہی سزا نافذ کی اور اس کے قانونی سزا ہونے کا بار بار اعلان کیا۔ صحابہ کرام اور تابعین میں یہ مسئلہ بالکل متفق علیہ تھا۔ ان کے بعد تمام زمانوں اور ملکوں کے فقہائے اسلام اس بات پر متفق رہے ہیں کہ یہ ایک سنت ثابتہ ہے۔ کیونکہ اس کی صحت کے اتنے متواتر اور قوی ثبوت موجود ہیں جن کے ہوتے ہوئے کوئی صاحب علم اس سے انکار نہیں کر سکتا۔ اس لیے اس بات پر اتفاق ہے کہ محصن (شادی شدہ) مرد و عورت کو بطور حد زنا سنگسار کیا جائے گا۔ رجم کے ثبوت پر یہ احادیث دلالت کرتی ہیں:

"لَايَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللَّهِ، إِلَّا أَحَدُ ثَلَاثَةِ نَفَرٍ النَّفْسُ بِالنَّفْسِ وَالثَّيِّبُ الزَّانِي وَالتَّارِكُ لِدِينِهِ الْمُفَارِقُ لِلْجَمَاعَةِ"[25]

(کسی مسلمان کا جو صرف اللہ کے معبود برحق ہونے، اور میرے اللہ کا رسول ہونے کی گواہی دیتا ہو، خون کرنا حلال نہیں، البتہ تین باتوں میں سے کوئی ایک بات ہو تو حلال ہے: اگر اس نے کسی کی جان ناحق لی ہو، یا شادی شدہ ہونے کے باوجود زنا کا مرتکب ہوا ہو (تو رجم کیا جائے گا)، یا اپنے دین (اسلام) کو چھوڑ کر مسلمانوں کی جماعت سے الگ ہو گیا ہو (یعنی مرتد ہو گیا ہو)

" اذْهَبُوا بِهِ فَارْجُمُوهُ " [26] (اس (ماعزؓ) کو لے جاؤ اور سنگسار کر دو)

رسول اللہ ﷺ سے جب زنا کے مقدمے میں رجوع کیا گیا تو آپ نے سیدنا انیسؓ سے فرمایا:

" فَإِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا "[27] (اگر وہ عورت زنا کا اقرار کرلے، تو اس کو سنگسار کر دو)

"رَجَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مِنَ الْيَهُودِ وَامْرَأَةً زَنَيَا"[28]

---

[23] قشیری،مسلم بن حجاج،صحیح مسلم، کتاب الحدود،باب حد الزنا،رقم الحدیث:4414

[24] شیخ نظام وجماعة من علماء الهند الاعلام،فتاوی ہندیہ ،ط:اولیٰ،(بیروت:دارلکتب العلمیہ،1421ھ/2000ء) ج 2، ص146

[25] ابن ماجہ،محمد بن یزید،سنن ابن ماجہ،کتاب الحدود، بَابُ : لاَ يَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ اِلاَّ فِي ثَلَاثٍ،رقم الحدیث:2534

[26] بخاری،صحیح البخاری،کتاب الحدود،باب سؤال الامام المقرھل احصنت،رقم الحدیث:6825

[27] ایضاً،باب الاعتراف بالزنا،رقم الحدیث:6827

[28]ابوداؤد،سنن ابوداؤد،کتاب الحدود،باب فِي رَجْمِ الْيَهُودِيَّيْنِ،رقم الحدیث:4455

(نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کے ایک مرد اور ایک عورت کو جنہوں نے زنا کیا تھا رجم کیا)

حنفیہ کے نزدیک اگر زانی وزانیہ محصن ہیں تو ان کی سزا اس وقت تک سنگسار کرنا ہے جب تک وہ فوت نہ ہو جائیں۔ اس پر تمام علمائے امت کا اجماع ہے۔ ایسے زانی کو ایک کھلے میدان میں پہنچایا جائے گا۔ اگر زنا کا ثبوت شہادت سے ہوا ہے تو سنگساری کی ابتدا گواہ کریں گے، اس کے بعد حاکم عدالت، اس کے بعد عوام الناس۔ اگر شاہدین میں سے کسی نے بھی اس سے اعراض کیا تو حد ساقط ہو جائے گی۔ اور اگر زنا کا ثبوت اقرار کی بنیاد پر ہوا ہے تو ابتدا حاکم عدالت کرے گا۔ اس کے بعد عوام الناس۔ یہ امر لازم ہے کہ عورت کے احترام کے پیش نظر عورت پر حد بٹھا کر ماری جائے۔ عورت کی سنگساری کی حد میں اگر زمین میں گڑھا کھود کر نصف جسم پوشیدہ کر دیا گیا تو یہ عمل بھی جائز ہو گا۔ لیکن یہ عمل اختیار نہ کیا گیا تب بھی کوئی مضائقہ نہیں ہو گا۔ لیکن مرد پر تمام حدود میں اس کو کھڑا کر کے حد جاری کی جائے گی۔ محصن کے سزا کے متعلق ہدایہ میں یوں ذکر ہے کہ:

"واذا وجب الحد وكان الزاني محصنا رجمه بالحجارة حتى يموت لانه عليه السلام رجم ماعزا وقد احصن وقال في الحديث المعروف وزنا بعد الاحصان وعلى هذا اجماع الصحابة" [29]

(اور جب حد واجب ہوئی اور زنا کرنے والا محصن ہے تو اس کو پتھروں سے رجم کرے یہاں تک کہ مر جائے۔ کیونکہ حضور ﷺ نے ماعز کو رجم کیا در حالیکہ وہ محصن تھا اور حدیث معروف میں ہے "وزنا بعد الاحصان" اور اسی پر صحابہ کا اجماع ہے)

مالکیہ: مالکیہ کے نزدیک بھی محصن مرد و عورت زانی کے لیے سنگساری کی حد معین ہے لیکن ان کے نزدیک جبکہ زنا کا ثبوت شہادت سے ہوا ہو تو گواہوں سے سنگساری میں ابتدا کرنا ضروری نہیں ہے۔ نیز ان کے نزدیک زنا کی سزا زانی وزانیہ کے کنوارے ہونے کی صورت میں ایک سو کوڑے جس میں کوڑا درمیانہ درجہ کا ہو اور ضرب بھی متوسط درجہ کی ہو اور ایک سال کے لیے جلاوطنی مع قید کے ہو گی۔ یہ حکم محض زانی مرد کے لیے ہے۔ عورت کو جلاوطن نہ کیا جائے گا اور قید کی شرط جلاوطنی کے ساتھ مقرر ہے۔ اگر جلاوطن نہ کیا گیا تو پھر کوڑوں کے بعد قید نہ کیا جائے گا جلاوطنی کی صورت میں تمام اخراجات سفر وخورد ونوش مجرم کے ذمہ ہوں گے۔ اگر مجرم صاحب استطاعت نہ ہو تو پھر اس کے اخراجات خزانہ عامرہ برداشت کرے گا۔ جس مقام پر جلاوطن کیا گیا ہو وہاں مکمل ایک سال قید رکھا جائے گا۔ ایک سال پورا ہونے پر چھوڑ دیا جائے گا۔ زانیہ عورت پر کوڑے لگانے میں اس کے حیض آنے تک تاخیر ہو گی تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ وہ حاملہ تو نہیں ہے۔ اور اس حد میں موسم کے اعتدال کا بھی لحاظ رکھنا ہو گا۔ چنانچہ زیادہ سخت گرمی یا سردی کے موسم میں حد جاری نہ کی جائے گی۔ [30]

مدونہ میں یہ کہا گیا ہے کہ: "کوڑوں کی حد صرف پشت پر جاری کی جائے گی تمام اعضا پر متفرق کرنے کی شرط نہیں" [31]

شافعیہ: سنگساری کی حد کے اجرا میں امام شافعی رحمہ اللہ محصن سے جرم زنا سرزد ہونے کی صورت میں دیگر ائمہ سے متفق ہیں اور غیر محصن کی صورت میں کوڑوں کی حد کے اجرا کے ساتھ جلاوطنی کی سزا میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے متفق ہیں۔ حدود کے قیام میں فقہائے شافعیہ کا کہنا ہے کہ حد یا تو خود امام قائم کرے یا جس کو امام نے قائم کرنے کی اجازت دی ہو وہ قائم کرے، اس کے بعد عوام الناس۔ حاکم اعلیٰ کے لیے یہ ضروری نہیں کہ وہ اجرائے حد کے وقت بنفس نفیس موجود ہو اور نہ اس کا ابتدا کرنا ضروری ہے۔ البتہ اجرائے حد کے موقع پر مسلمانوں کا موجود ہونا مستحب ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: "وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ" (سزا ہی کے وقت مومنین کی ایک جماعت حاضر ہونا چاہیے)۔ جماعت کا مفہوم چار بالغ عاقل افراد کی تعداد سے پورا ہو جاتا ہے۔ استحباب کی وجہ بیان کرتے ہوئے صاحب مغنی المحتاج نے فرمایا

---

[29] المرغينانى ،ابوالحسن ، هدايه ، كتاب الحدود، ج 2، ص487

[30] ازہری، عبدالسمیع، شیخ صالح، جواہرالاکلیل ،ط:اولیٰ (بیروت: دارالکتب العلمیہ، 1418ھ/1997ء)، ج2، ص426

[31] مالک، ابن انس بن مالک، امام ،مدونة الكبرىٰ، ط:اولیٰ (دارالکتب العلمیہ 1415ھ/1994ء) ج4، ص487

ہے کہ شافعیہ کی دلیل یہ ہے کہ غامدیہ رضی اللہ عنہا اور ماعز رضی اللہ عنہ کو سنگسار کیا گیا۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حد کے اجرا کے وقت تشریف فرمانہ تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابی حضرت انیس رضی اللہ عنہ کو ایک عورت کے رجم کر دینے کا حکم دیا۔ لیکن سنگساری کے وقت بذات خود تشریف فرمانہ تھے بلکہ حضرت انیس نے سنگسار کیا تھا۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی نہیں فرمایا تھا کہ مجھے اطلاع دے دینا تاکہ میں خود حاضر ہو سکوں اور نہ جماعت کے حاضر کر لینے کا حکم دیا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ بوقت اجرائے حد مسلمانوں کی جماعت کا موجود ہونا واجب نہیں۔ زائد سے زائد مستحب ہے۔[32] امام شافعی نے کتاب الام میں بھی وہی دلیل بیان فرمائی ہے جس کو صاحب مغنی المحتاج نے بیان کیا ہے۔[33]

کوڑوں کی حد کی صورت میں جبکہ زانی صحیح سالم اور تندرست ہو اور موسم معتدل ہو تو حد کے اجرا میں تاخیر جائز نہیں کیونکہ اجرائے حد فرض ہے اور فرض میں بغیر عذر کے تاخیر جائز نہیں ہوتی۔ مجرم کو برہنہ نہ کیا جائے اور نہ کوڑے مارنے میں مارنے والا اپنا ہاتھ زائد بلند کرے۔ ضرب جسم کے متفرق اعضا پر لگائی جائے۔ چہرہ اور ہر وہ مقام جس کے حق میں ضرب سے خطرہ ہو، ضرب سے مستثنیٰ رکھا جائے گا۔ اگر شدید گرمی یا سردی ہو یا مجرم مریض ہو اور مرض سے صحت یاب ہونے کی امید ہو یا اس پر کوئی دوسری حد جاری کی جا چکی ہو جس کا اثر باقی ہو تو مجرم کو تا اعتدال موسم وصحت یابی اجرائے حد سے محفوظ رکھا جائے گا۔

حاملہ عورت کی حد کا اجرا وضع حمل تک موقوف رکھا جائے گا۔ جلاوطنی کی صورت میں اتنے بعید مقام پر بھیجا جائے گا جس کی مسافت نماز قصر کرنے کی حد میں داخل ہو۔ اگر مجرم ایک سال کی مدت کے درمیان واپس آجائے تو دوبارہ اس جلاوطنی کے مقام پر بھیجا جائے گا تا آنکہ مدت پوری ہو۔ عورت کو بھی جلاوطن کیا جائے لیکن بحالت سفر کسی محرم یا کسی امانتدار عورت کی ہمراہی ضروری ہے۔ اگر زانیہ کے ہمراہ اس کا محرم یا امانت دار و دیانتدار عورت بغیر اجرت جانا قبول نہ کریں تو ان کو اجرت دی جائے۔ یہ اجرت اگر عورت مالدار ہے تو اس کے ذمہ ہو گی اور اگر نادار ہے تو پھر حکومت کے خزانہ سے ادا کی جائے گی۔ لیکن اگر مذکورہ افراد اجرت پر بھی راضی نہ ہوں تو ان لوگوں کو مجبور نہ کیا جائے گا اور جلاوطنی اس وقت تک موقوف رکھی جائے گی جب تک اس کے لیے ضروری بندوبست نہ ہو۔ دوسرا قول یہ بھی ہے کہ ان لوگوں کو مجبور کیا جائے گا تاکہ ایک واجب امر کو پورا کیا جاسکے۔ جس مقام پر جلاوطن کیا گیا ہے اس مقام پر اس کو چلنے پھرنے کی آزادی ہو گی۔ کسی مخصوص جگہ پر نظر بند نہ کیا جائے گا۔ البتہ اس کی نگرانی کی جاتی رہے گی۔ لیکن اگر جلاوطنی کے اس مقام پر اس کی ذات سے فحش امور کا خطرہ ہو تو پھر اس کو محبوس کرنا جائز ہو گا۔[34]

مجرم مرد ہو تو اس کے لیے بوقت حد گڑھا کھودنا لازم نہیں۔ البتہ عورت کے لیے ایسا کرنا لازم ہو گا۔ جو اس کے سینے تک گہرا ہو گا۔ اگر سنگساری کی حد کی صورت میں مجرم بھاگ کھڑا ہو تو اگر زنا کا ثبوت شہادت کی بنا پر ہے تو اس کا پیچھا کیا جائے گا حتی کہ مار دیا جائے لیکن اگر ثبوت اقرار سے ہوا ہے تو پیچھا نہ کیا جائے گا۔[35] اس کی بنیاد حضرت ماعز والے واقعہ پر ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچھا کرنے سے منع فرمایا تھا۔[36]

حنبلیہ: فقہائے حنبلیہ اس مسئلہ میں فقہائے شافعیہ سے ہر دو حدوں کی تفصیل میں متفق ہیں۔[37]

---

[32] الشربینی، شمس الدین محمدبن احمد، مغنی المحتاج الی معرفة معانی الالفاظ المنہاج، (دارالکتب العلمیه، 1415ھ/1994ء)، ج4، ص152

[33] شافعی، ابو عبداللہ محمدبن ادریس، امام، کتاب الام، (مصر: مطبع شرکة الطباعة الفنیة المتحدة، 1381ھ/1961ء)، ج6، س134

[34] الشربینی، مغنی المحتاج الی معرفة معانی الالفاظ المنہاج، ج4، ص194-148

[35] شیرازی، ابواسحاق ابراہیم بن علی، المہذب فی فقة الامام الشافعی، (بیروت: دارالکتب العلمیه، س ن)، ج2، ص183-182

[36] الشربینی، مغنی المحتاج الی معرفة معانی الالفاظ المنہاج، ج4، ص194-148

[37] مجد الدین، المحرر فی الفقه علی مذہب الامام احمد بن حنبل، ج2، ص152

ظاہریہ: ظاہری فقہ کی زیر مطالعہ کتب میں سے علامہ ابن حزم نے اپنی مشہور کتاب المحلی میں فرمایا ہے کہ سوائے حد قذف (تہمت زنا) کے باقی حدود میں اجرائے حد کے لیے کوئی عضو مخصوص نہیں ہے۔ چونکہ کتاب اللہ یا سنت رسول ﷺ میں اس سے متعلق کوئی صراحت موجود نہیں، لہٰذا واجب ہوا کہ زنا یا شراب نوشی کی حد میں کسی عضو کو مخصوص نہ کیا جائے۔ کیونکہ اگر کوئی خاص عضو مخصوص ہوتا تو اللہ تعالیٰ یا اس کا رسول اس کو ضرور بیان فرمادیتے، البتہ چہرے اور شرمگاہ کو محفوظ رکھا جائے۔[38]

ظاہریہ کے نزدیک اجرائے حد میں مجرم کو کھڑے کر کے حد قائم کرنے یا بیٹھے ہونے کی حالت میں حد جاری کرنے میں کوئی مخصوص طریقہ متعین نہیں جس طرح ممکن و سہل ہو اس طریقہ پر حد جاری کردی جائے۔[39]

ظاہریہ نزدیک کوڑے کی ضرب ایسی ہو کہ اس سے نہ ہڈی ٹوٹے، نہ وہ جلد پھاڑے، نہ اس سے خون جاری ہو، نہ گوشت کو متعفن کرے۔ بلکہ مذکورہ تمام امور سے سلامتی قائم رہے۔ چنانچہ اگر کسی مارنے والے نے اس کے خلاف کیا یا حکم دینے والے نے ایسی ضرب کا حکم دیا تو اس کو قصاص دینا ہوگا۔ نیز حدود میں کوڑوں سے مخصوص طور پر حد جاری کرنا متعین نہیں بلکہ کوڑوں یا اس کی مثل بالوں کی بٹی وغیرہ سے بھی حد جاری کی جاسکتی ہے۔[40] ظاہریہ کے نزدیک مریض کی حد کے اجراء میں تاخیر جائز نہیں۔ لیکن مریض کی طاقت کے مطابق ایسی اشیا سے کام لیا جائے جن کو وہ برداشت کرسکتا ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا[41]" (کسی نفس پر اس کی برداشت سے باہر بوجھ نہیں ڈالا جاسکتا)۔[42]

غیر محصن زانی پر ظاہریہ کے نزدیک کوڑوں کی حد کی بعد جلاوطنی کی سزا ہی مسلم ہے جس کی ابن حزم نے صراحت کی ہے۔ لیکن زانی کے محصن ہونے کی صورت میں ابن حزم کی طرف سے صراحت مذکور نہیں کہ رجم (سنگساری) کے ساتھ ضرب کی سزا ہوگی یا نہیں۔ البتہ جس حدیث سے انہوں نے استدلال کیا ہے اس میں کوڑوں کے بعد سنگسار کیا جانا مروی ہے۔ لیکن ابن حزم نے اپنے کلام میں اس کی صراحت نہیں کی ہے۔[43]

فقہ جعفریہ: فقہ جعفریہ کے کتابوں میں زنا کے لیے تین سزائیں؛ کوڑے، قتل اور سنگسار، ذکر ہوئی ہیں جن میں سے ہر سزا، زنا کی کسی خاص قسم میں دی جاتی ہے۔

کوڑے: زنا کرنے والے بالغ، عاقل، آزاد اور غیر شادی شدہ مرد یا عورت کی حدّ سو کوڑے ہیں[44]۔ یہ حکم سورہ نور کی دوسری آیت میں ذکر ہوا ہے۔ اس آیت کے مطابق حد جاری کرتے وقت بعض مومنوں کو وہاں پر حاضر ہونا چاہیے۔[45]

قتل: نسبی محارم (جیسے ماں، بہن، اور بیٹی) سے زنا کرنے، زنا بالجبر (زبردستی زنا)،[46] غیر مسلم مرد کے مسلمان عورت سے زنا کرنے اور کوڑے لگنے کے بعد کئی بار پھر سے زنا کے مرتکب ہونے کی سزا قتل ہے۔[47]

---

[38] ابن حزم ظاہری، ابو محمدعلی بن احمدبن سعید بن حزم، المحلیٰ بالآثار، (بیروت: دارالفکر، س ن)، ج8، ص203

[39] ایضاً، ص205

[40] ایضاً، ص208-206

[41] البقرۃ:286

[42] ابن حزم، المحلیٰ، ج8، ص213-209

[43] ایضاً، ص225-224

[44] نجفی، محمد حسن، جواہر الکلام فی شرح شرایع الاسلام، (تہران: دار الکتب الاسلامیہ و المکتبہ الاسلامیہ، 1369ھ)، ج41، ص329

[45] النور:2

[46] الحلی، ابوالقاسم نجم الدین جعفر بن الحسن، شرائع الاسلام، (بیروت: دارالمکتب الاحیاء، 1952ء)، ج4، ص141

[47] خمینی، روح اللہ، تحریر الوسیلہ، (اسماعیلیان: دار الکتب العلمیہ، 1408ھ)، ج2، ص462-463

سنگسار: زنائے محصنہ کی حد سنگسار ہے۔ آزاد شادی شدہ مرد یا عورت اگر کسی بالغ اور عاقل سے زنا کرے تو اسے زنائے محصنہ کہا جاتا ہے۔[48] جس شخص کو سنگسار کا حکم سنایا گیا ہے اس کو چاہئے کہ غسل کرے۔ پھر مرد کو کمر تک اور عورت کو سینے تک دفن کرنے کے بعد ان پر سنگسار کیا جائے گا یہاں تک کہ مر جائے۔[49] آزاد بوڑھے مرد اور عورت اگر شادی شدہ ہوں تو ان کی سزا سنگسار سے پہلے 100 کوڑے بھی ہیں۔[50] زنا اگر کسی مقدس مکان جیسے مسجد، مذہبی شخصیات کے مقبروں میں انجام پائے یا مقدس دن جیسے ماہ رمضان میں ہو تو سزا میں شدت آئے گی اور حد کے علاوہ تعزیر بھی ہو گا۔ نیز مردہ عورت کے ساتھ زنا کرنے کا حکم بھی یہی ہے۔[51]

شیعہ امامیہ جعفریہ کے نزدیک جب زانی محصن ہو اور عاقلہ بالغہ عورت کے ساتھ زنا کے فعل کا مرتکب ہوا ہو، اگر ادھیڑ عمر کا مرد یا عورت ہو تو اس پر اولاً سو کوڑوں کی حد جاری کی جائے گی اس کے بعد سنگساری کی حد جاری کی جائے گی اور اگر جوان العمر ہیں تو اس میں دو قول ہیں۔ قوی قول یہ ہے کہ سابقہ حد یعنی دونوں حدیں جاری کی جائیں گی۔ لیکن اگر بالغ محصن نے کسی نابالغ یا پاگل عورت سے زنا کیا تو اس مرد پر کوڑوں کی حد جاری ہو گی نہ کہ سنگساری کی۔ یہی صورت اس وقت ہو گی جب بالغ عورت سے کسی نابالغ بچے نے یہ فعل کیا ہو۔ یعنی عورت پر صرف سو کوڑوں کی حد جاری کی جائے گی۔ دیوانے نے زنا کیا تو عورت پر مکمل حد جاری ہو گی۔ دیوانے کے حق میں دو قول ہیں بروایت صحیحہ حد ثابت ہو گی۔ لیکن جو مرد غیر محصن ہو اس کی حد سو کوڑے اور ایک سال کے لیے جلاوطن کر دینا اور سر مونڈ دینا ہے۔ اور اگر عورت ہے تو اس پر صرف کوڑوں کی حد جاری کی جائے گی۔ جلاوطنی یا سر منڈا دینا نہ ہو گا۔ اور اگر کسی آزاد شخص پر دو مرتبہ زنا کی حد جاری کر دی گئی ہو تو تیسری مرتبہ میں اس کو قتل کر دیا جائے گا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ چوتھی مرتبہ زنا کی صورت میں قتل کیا جائے گا۔ یہ قول قوی ہے۔

حاملہ عورت پر تا وضع حمل و ختم مدت نفاس حد جاری نہ ہو گی۔ اگر پیدا شدہ بچے کے لیے کوئی دودھ پلانے والی مہیا نہ ہو سکے تو ایسی حالت میں اس کی سنگساری کی حد بچے کے دودھ چھڑانے تک موقوف رہے گی۔ البتہ اگر بچہ کا پرورش کرنے والا ممکن الحصول ہو تو اب حد میں تاخیر نہ کی جائے گی۔ مریض یا استحاضہ والی عورت پر سنگساری کی حد اسی حالت میں جاری ہو گی لیکن کوڑوں کی حد تا صحت یابی موقوف رہے گی۔ جب کہ مرض سے صحت یاب ہو جانے کی امید ہو۔ بصورت دیگر بلا تاخیر حد اس طرح جاری کی جائے گی کہ درخت کی شاخوں، جن کی تعداد ایک سو ہو، سے مارا جائے۔ اس میں یہ شرط نہ ہو گی کہ تمام شاخیں جسم پر لگیں۔ حائضہ عورت کی حد میں تاخیر نہ کی جائے گی۔ کیونکہ حیض مرض نہیں ہے۔ شدید گرمی یا سردی کی حالت میں یہ حد جاری نہ ہو گی۔ اگر سردی کا موسم ہو تو دوپہر کے وقت حد جاری کی جائے اور موسم گرما میں صبح یا شام کے وقت۔ جب سنگساری اور کوڑوں کی حدیں مجتمع ہوں تو اولاً کوڑوں کی حد جاری کی جائے گی اس کے بعد سنگساری کی۔ دو حدوں کے اجتماع کی صورت میں کوڑوں کی حد کے بعد کوڑوں کی ضرب کی تکلیف کے دفع ہونے کے انتظار کرنے یا نہ کرنے سے متعلق دو قول ہیں۔ اول یہ کہ انتظار کرنا ہو گا۔ دوم یہ کہ نہیں۔ مرد مجرم کو کمر تک زمین میں پوشیدہ کر دیا جائے گا۔ اور عورت کو سینہ تک، اگر اولاً زنا شہادت سے ثابت ہوا ہو، بعدہٗ اس کا اقرار کر لیا گیا ہو تو حد دوبارہ جاری ہو گی۔ اگر اولاً زنا کا ثبوت اقرار سے ہوا ہو، حد جاری کر دی گئی بعدہٗ شہادت بھی قائم ہو جائے تو اب حد کا اعادہ نہ ہو گا۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ سنگساری سے قبل اگر اقرار کر لیا ہو تو حد کا اعادہ ہو گا۔ زنا کا ثبوت شہادت کے ذریعہ ہونے کی صورت میں سنگساری کی حد میں گواہوں کی طرف سے ابتدا ہو گی۔ اور اگر اقرار کی صورت ہے تو امام ابتدا کرے گا۔ مناسب یہ ہے کہ اجرائے حد کا اعلان کر دیا جائے تاکہ لوگ

---

[48] نجفی، جواہر الکلام، ج41 ص318-322

[49] ایضاً، ص347و357

[50] شہید ثانی، زین الدین بن علی، الروضة البهية فی شرح اللمعة الدمشقية،(انتشارات داوری،1410ھ)، ج9، ص85-86؛ نجفی، جواہر الکلام، ج41،ص318-320

[51] نجفی، جواہر الکلام، ج41، ص373-374و644-645؛ خمینی، تحریر الوسیلۃ، ج2، ص468

کثرت سے حاضر ہو سکیں اور ایک جماعت کا حاضر ہونا مستحب ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ واجب ہے تاکہ کلام اللہ کے حکم کا مکمل اتباع ہو سکے۔ زانی پر حد جسم کا لباس علیحدہ کر کے لگائی جائے گی۔ ایک قول کے مطابق جس حالت میں پایا گیا ہے اسی حالت میں حد کا اجرا کیا جائے گا۔ کوڑوں کی صورت میں شدید ترین ضرب ہو گی۔ ایک روایت کے مطابق درمیانی درجہ کی ضربیں چہرے، سر اور شرمگاہ کے علاوہ جسم پر متفرق طریقہ پر لگائی جائیں گی، عورت کو بٹھا کر اور کپڑوں کو جسم پر لپیٹ کر حد جاری کی جائے گی تاکہ کپڑے جسم کو برہنہ نہ کر دیں۔[52]

سزا دینے کے لیے شرائط:

کسی (مرد یا عورت) کو مجرم قرار دینے کے لیے صرف یہ امر کافی نہیں ہے کہ اس سے فعل زنا صادر ہوا ہے بلکہ اس کے لیے مجرم میں کچھ شرطیں پائی جانی چاہیں۔ غیر شادی شدہ جوڑے کے زنا کرنے کے معاملے میں شرط یہ ہے کہ مجرم ایک تو آزاد ہوں۔ اگر مجرم غیر محصن غلام ہو تو ان کی سزا پچاس کوڑے ہیں۔ دوسرا یہ کہ عاقل ہو، اور تیسرا شرط یہ کہ بالغ ہو۔ اگر کسی مجنون یا کسی بچے سے یہ فعل سرزد ہو تو وہ حد زنا کا مستحق نہیں ہے۔

محصن کے سزا دینے کے لیے شرائط:

زنا بعد احصان کے سزا دیتے وقت جن شرائط کا پایا جانا ضروری ہے وہ حسب ذیل ہیں:

پہلی شرط یہ ہے کہ مجرم آزاد ہو۔ اس پر سب متفق ہیں۔ کیونکہ قرآن خود اشارہ کرتا ہے کہ غلام کو رجم کی سزا نہیں دی جائیگی۔ سورہ نساء میں یہ بات ذکر ہے کہ لونڈی اگر نکاح کے بعد زنا کی مرتکب ہو تو اسے غیر شادی شدہ آزاد عورت کی بہ نسبت آدھی سزا دینی چاہیے۔ لہٰذا فقہاء نے تسلیم کیا ہے کہ یہی قرآنی قانون غلام پر بھی نافذ ہو گا۔

دوسری شرط یہ ہے کہ مجرم باقاعدہ شادی شدہ ہو، یہ شرط بھی متفق علیہ ہے۔

تیسری شرط یہ ہے کہ اس کا محض نکاح ہی نہ ہوا ہو بلکہ نکاح کے بعد خلوت صحیحہ بھی ہو چکی ہو۔ اس شرط پر بھی اکثر فقہاء متفق ہیں۔ مگر امام ابو حنیفہ و امام محمد رحمہا اللہ اس میں اتنا اضافہ کرتے ہیں کہ ایک مرد یا ایک عورت کو محصن صرف اسی صورت میں قرار دیا جائے گا جبکہ نکاح اور خلوت صحیحہ کے وقت زوجین آزاد، بالغ اور عاقل ہوں۔ اس مزید شرط سے جو فرق واقع ہوتا ہے وہ یہ کہ اگر ایک مرد کا نکاح ایسی عورت سے ہوا ہو جو لونڈی یا نابالغ یا مجنوں ہو، تو خواہ وہ اس حالت میں اپنی بیوی سے لذت اندوز ہو بھی چکا ہو، پھر بھی مرتکب زنا ہونے کی صورت میں رجم کا مستحق نہ ہو گا۔ یہی معاملہ عورت کا بھی ہے کہ اگر اس کو اپنے نابالغ یا مجنون یا غلام شوہر سے لذت اندوز ہونے کا موقع مل چکا ہو، پھر بھی وہ مرتکب سزا ہونے کی صورت میں رجم کی مستحق نہ ہو گی۔

چوتھی شرط یہ ہے کہ مجرم مسلمان ہو۔ اس میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے۔ امام شافعیؒ، امام یوسفؒ اور امام احمدؒ رحمھم اللہ کے نزدیک ذمی بھی اگر زنا بعد احصان کا مرتکب ہو گا تو رجم کیا جائے گا۔ لیکن امام ابو حنیفہ و امام مالک رحمہا اللہ اس امر پر متفق ہیں کہ زنا بعد احصان کی سزا رجم صرف مسلمان کے لیے ہے۔ دلیل یہ ہے کہ ایک آدمی کو سنگساری جیسی سزا دینے کے لیے ضروری ہے کہ وہ مکمل احصان کی حالت میں ہو۔ احصان کا مطلب ہے اخلاقی قلعہ بندی اور اس کی تکمیل تین حصاروں سے ہوتی ہے۔ اولین حصار یہ ہے کہ آدمی خدا پر ایمان رکھتا ہو، آخرت کی جواب دہی کا قائل ہو اور شریعت خداوندی کو تسلیم کرتا ہو۔ دوسرا حصار یہ ہے کہ وہ معاشرے کا آزاد فرد ہو، کسی کے غلامی میں نہ ہو جس کی پابندیاں اسے اپنی خواہشات کی تکمیل کے لیے جائز تدابیر اختیار کرنے میں مانع ہوتی ہیں، اور لاچاری و مجبوری سے گناہ کر سکتی ہے۔ اور کوئی خاندان اسے اپنے

---

[52] الحلی، شرائع الاسلام، ج2، ص246-245

اخلاق اور اپنی عزت کی حفاظت میں مدد دینے والا نہیں ہوتا۔ تیسرا حصار یہ ہے کہ اس کا نکاح ہو چکا ہو اور اسے تسکین نفس کا جائز ذریعہ موجود ہو۔ یہ تینوں حصار جب پائے جاتے ہوں تب قلعہ بندی، مکمل ہوتی ہے اور تب ہی وہ شخص بجا طور پر سنگساری کا مستحق قرار پا سکتا ہے جس نے ناجائز شہوت رانی کی خاطر تین حصار توڑ ڈالے۔ لیکن جہاں پہلا اور سب سے بڑا حصار، یعنی خدا اور آخرت اور قانون خداوندی پر ایمان ہی موجود نہ ہو وہاں یقیناً قلعہ بندی مکمل نہیں ہے اور اس بنا پر فجور کا جرم بھی اس شدت کو پہنچا ہوا نہیں ہے جو اسے انتہائی سزا کا مستحق بنادے۔[53]

زنا بعد احصان کے سزا دینے کے لئے شرائط فتاویٰ ہندیہ میں اس طرح سے ذکر ہیں کہ:

"واحصان الرحم أن يكون حرا عاقلا بالغا مسلما قد تزوج امرأة حرة نكاحا صحيحا ودخل بها وهما على صفة الاحصان كذا فى الكافي فلا يكون محصنا باالخلوة الموجبة المهر والعدة ولا يكون محصنا بالجماع فى النكاح الفاسد ولا بالجماع في النكاح الصحيح اذا كان قال لها ان تزوجتك فانت طالق لانها طلق بنفس العقد فجماعه اياها بعد ذالك يكون زنا الا انه لا يحب به الحد الشبهة اختلاف العلماء وكذا ان تزوج المسلم مسلمة بغير شهود فدخل بها"[54]

(اور احصان رجم یہ ہے کہ مجرم آزاد، عاقل، بالغ مسلمان ہو، اس نے آزاد عورت سے نکاح صحیح سے شادی کی ہو اور اس سے دخول بھی کیا ہو درحالیکہ دونوں میں صفت احصان موجود ہو اسی طرح کافی میں ذکر ہے۔ کوئی شخص (مجرم) صرف خلوت جو واجب کرنے والا ہو مہر اور عدت کو، سے محصن نہیں ہو سکتا۔ اور نہ اس جماع سے جو نکاح فاسد کے ذریعے کی ہو، اور نہ اس جماع سے جو نکاح صحیح کے ذریعے کی ہو لیکن اس (عورت) سے کہا ہو کہ اگر میں نے تم سے شادی کی تو طلاق ہے کیونکہ نفس عقد سے ہی طلاق دی تو اس وقت کے بعد اس کا جماع زنا ہو گا لیکن یہ کہ ان پر حد واجب نہیں ہو گا بوجہ شبہ پیدا ہونے سے علماء کے اختلاف کیوجہ سے۔ اور اسی طرح اگر مسلم مرد نے مسلمان عورت سے بغیر گواہوں کے نکاح کی اور اس کے ساتھ دخول کیا (پھر بھی انکے جماع کو زنا شمار کیا جائے گا لیکن علماء کے درمیان اختلاف سے پیدا ہونے والے شبہ کی وجہ سے حد واجب نہ ہو گا))

علاوہ ازیں حد زنا میں تیسری سزا جلاوطنی بھی شامل ہے لیکن وہ سزا کی مستقل قسم نہیں بلکہ وہ کوڑوں کے ساتھ ضمناً سزا میں داخل ہے اور اس کو حاکم کی مرضی پر چھوڑ دیا گیا ہے کہ اگر وہ مناسب سمجھیں تو سو کوڑے مارنے کے بعد جلاوطن بھی کر سکتا ہے۔

سیاہ کاری کے مرتکب مرد و عورت کو از خود قتل کرنا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں

اسلامی قانون حکومت اور عدالت کے سوا کسی کو یہ اختیار نہیں دیتا کہ وہ بعد مباشرت کے، زانی اور زانیہ کے خلاف کارروائی کرے یا وہ اس پر سزا دے۔ چنانچہ فتاویٰ ہندیہ میں اس کے حوالے سے یوں مرقوم ہے کہ:

"سئل الهندوانى رحمة الله تعالى عن رجل وجد مع امرأته رجلا أيحل له نته قال ان كان يعلم أنه ينزجر عن الزناء بالصياح والضرب بما دون السلاح لا يحل و أن علم انه لا يتزجر الا بالقتل حل له القتل وان طاوعته المرأة حل له قتلها أيضا"[55]

(شیخ ابو جعفر ہندوانی سے دریافت کیا گیا کہ ایک مرد نے اپنی بیوی کے ساتھ دوسرے مرد کو دیکھا پس اس کا قتل کر دینا اس کو روا ہے؟ فرمایا کہ اگر وہ جانتا ہو کہ یہ چیخنے یا ہتھیار کے سوا دوسری چیز سے مارنے سے زنا سے منزجر ہو گا اور باز رہے گا تو اس کا قتل

---

[53] مودودی، ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن، (لاہور: ادارہ ترجمان القرآن، 1998ء)، ج3، ص330

[54] شیخ نظام وجماعۃ من علماء الہند الاعلام، فتاوی ہندیہ، ج2، ص145

[55] ایضاً، ص167

کرنا حلال نہیں ہے اور اگر جانتا ہو کہ سوائے قتل کے وہ منزجر نہ ہو گا تو اس کو اس کا قتل کر دینا حلال ہے اور اگر اس کی بیوی نے اس کی مطاوعت کی ہو تو بیوی کا قتل کر دینا بھی روا ہے)

فتاویٰ دار العلوم دیو بند یعنی امداد المفتین میں اس کے متعلق یوں بتایا گیا ہے کہ:

"اگر کدام کس زن خود رابامحارم خودرا بهمراه کسے در حالت مباشرت زنادید یا متلوث بد واعی زنادید یا در خلوت خاصه دید پس آنشخص راحلال است که آں زن را یا هر دو را قتل کند و ضمان نمیشود بشرطیکه این مباشرت و ما فی حکمها را به بینه عاد له ثابت کند"[56]

(اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو کسی اجنبی کے ساتھ حالت مباشرت زنا میں دیکھا یا زنا کے دعوت میں ملوث دیکھا یا کسی خاص تنہائی میں دیکھا تو اس شخص کے لیے اس عورت یا مرد وعورت دونوں کو قتل کرنا جائز ہے اور اس شخص پر ضمان بھی نہیں ہو گا بشرطیکہ اس مباشرت اور ومافی حکمہا کو بینہ عادلہ کے ذریعے ثابت کر دے)

فتاویٰ تاتار خانیہ میں اس کے متعلق یوں حکم دیا گیا ہے کہ:

"رجل رأى رجلا يزني بامرأته او بامرأة رجل آخر او هو محصن فصاح به فلم يهرب ولم يمتنع عن الزناء حل لهذا الرجل قتله فان قتله لا قصاص عليه"[57]

(اگر کسی شخص نے دوسرے شخص محصن کو اپنی بیوی یا کسی دوسرے شخص کی بیوی کے ساتھ زنا کرتے ہوئے دیکھا اور اس پر آواز (چیخ) لگائی لیکن وہ ڈرا نہیں، اور زنا کرنے سے منع نہ ہوا، تو اس شخص کے لیے اس (زانی) شخص کا قتل جائز ہے، پھر اگر اس نے قتل کیا تو اس پر قصاص بھی نہیں)

فتاویٰ ہندیہ میں ذکر ہے کہ:

"لكل مسلم اقامة التعزير حال مباشرة المعصية اما بعد المباشرة فليس ذالك الغير الحاكم" [58]

(بحالت مباشرت گناہ (زنا) کے ہر مسلمان تعزیر قائم کر سکتا ہے جبکہ بعد مباشرت کے اس طرح نہیں (یعنی مباشرت کے بعد کوئی شخص از خود تعزیر قائم نہیں کر سکتا) بغیر حاکم کے (یعنی صرف حاکم ہی تعزیر دے سکتا ہے))

کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ میں اس حوالے سے تفصیل حسب ذیل ہے:

"وكثيرا مانرى الناس يقتل بعضهم بعضامن جراء الزنا،ولذالك نجد القوانين في كل الشرائع قدرفعت القصاص عن قاتل الزاني بامرئته لانهاترى ان هذه الخيانة تستوجب قتل مرتكبها اختلف العلماء في حكم من وجد مع امرئته رجلاوتحقق وجود الفاحشه منهما فقتله، هل يقتل أم لا؟ الجمهورقالو،لا يصحان يقدم الرجل على قتل رجل وجده عند زوجته وتحقق من ارتكابه الفاحشه لماروى البخاري عن أبي هريرة "ان سعدابن عباده قال يارسول وجدت مع أمرأتي رجلام مهله حتى أتى باربعة شهداء ؟ فقال رسول الله لا نعم فان قتله يقتص منه،الا ان ياتي ببينة على ارتكاب جريمة الزناء وهومحصن اويعترف المقتول بذالك أمااذا قتلهماواحدهماولم يستطع ان يأتى بالبينه واحضارالشهداء على الزناء،أوالاعتراف فانه يطالب بالقود،والقصاص،أولدية، لانه يجوزلرجل أن يدعورجلا آخر لدخول بيته لعمل شئ ثم يقتل لضعن في نفسه ويقول وجدت مع أمرأته كذبا ويجوز أن يقتل الرجل زوجته ليتخلص منها لشئ فى نفسه ثم يدعى

[56] محمد شفیع، مفتی، امداد المفتین، (کراچی: دار الاشاعت، 2001ء)، ج2، ص754

[57] دہلوی، عالم بن العلاء، علامہ، شیخ، فتاویٰ تاتار خانیہ، (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 2005ء)، ج3، ص441

[58] شیخ نظام وجماعۃ من علماء الہند الاعلام، فتاویٰ ہندیہ، ج2، ص167

عليها زورا،أنه وجد معها رجلا يزني بها،لذالك احتاط الشارع في هذا الامر حفظا لارواح بانه يحب على القاتل اقامة البيئة على دعواه،فان استطاع اقامة البيئة فلا شئ عليه وذهب بعض السلف الى أنه لا يقتل أصلا،ويعزرفي مافعله،اذاظهرت امارات صدقه،بكشف الطبيب الصادق عليهما،اووجودشبهات سابقة على سوء سلوك الزوجة،أواشتهارالمقتول باالزناء اوغيرذالك الحنابله والمالكيه قالو،ان أتى بشاهدين على انه قتله بسبب الزناء،وكان المقتول محصنا فلا شئ عليه ولا شئ عليه،وأما بعد أنتهاء الفعل فيأتى بينة أويقتص منه ان كان بكرا۔الشافعية قالو،ذا وجد الرجل مع أمرأته رجلا فادعى انه ينال منها بان يوجب الحد وهما ثيبان فقتلهما اواحدهما،ولم يأت بالبينة كان عليه القود أيهما قتل،الا ان يشاء الاولياء الدم أخذ الديت،أو العفو"[59]

(بہت سے لوگوں کو ہم دیکھتے ہی کہ بعض دوسروں کو زنا کیوجہ سے قتل کرتے ہیں اسی وجہ سے تمام شرائع میں (اس حوالے سے) قوانین ملتے ہیں کہ اپنی بیوی سے زنا کرنے والے کو قتل کرنے سے قاتل سے قصاص اٹھایا گیا ہے کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ یہ خیانت (یعنی زنا) ان کے مرتکبین کا قتل واجب کر دیتا ہے۔ علماء کا اس بات میں اختلاف ہے کہ اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کے ساتھ کوئی شخص پایا اور ان دونوں سے فحاشی کے وجود کا تحقق ہوا اور اسے قتل کر دیا، کیا وہ (قاتل بدلے میں) قتل کیا جاتا ہے کہ نہیں؟ جمہور علماء فرماتے ہیں کہ صحیح نہیں کسی شخص کا اقدام کرنا اس آدمی کے قتل کرنے پر جسے اس نے اپنی بیوی کے ساتھ زنا کرتے ہوئے پایا ہو، اور ان سے فحش (زنا کا) ارتکاب بھی متحقق ہوا ہو۔ جیسے امام بخاری نے حضرت ابوھریرہ سے روایت کیا ہے کہ سعد ابن عبادہ نے کہا کہ یا" رسول اللہ ﷺ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ اگر میں اپنی بیوی کے ساتھ کسی کو دیکھوں میں چار گواہ لانے تک انہیں مہلت دوں؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا ہاں اگر اس نے اسے قتل کیا تو اسے قصاص کیا جائے گا، مگر یہ کہ وہ ان کے زنا کے جرم میں مرتکب ہونے پر بینہ (گواہ) لے آئے، اور وہ محصن ہو یا مقتول (موت سے قبل) خود اس کا اعتراف کرے۔ اگر ان دونوں یا ان میں سے ایک کو قتل کیا اور حال یہ کہ وہ زنا پر گواہ لانے پر قادر نہ ہوا، یا اس نے اعتراف نہ کیا، ان سے قصاص یا دیت کا مطالبہ کیا جائے گا۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ کوئی آدمی کسی دوسرے شخص کو اپنے گھر میں کسی کام کے لیے بلائے پھر اسے قتل کرے اور یہ جھوٹ بول کر کہے کہ میں نے اسے اپنی بیوی کے ساتھ پایا۔ اور ہو سکتا ہے کہ آدمی اپنی بیوی سے کسی وجہ سے جان چھڑانے کے لئے اسے قتل کرے پھر اس پر جھوٹا دعویٰ کرے کہ اس نے اس (بیوی) کے ساتھ کسی کو زنا کرتے ہوئے دیکھا۔ اس لیے شارع نے اس امر میں جانوں کی حفاظت کے لیے احتیاط کیا ہے، کہ قاتل پر اپنے دعوے کو ثابت کرنے کے لیے بینہ (گواہ) پیش کرنا لازم ہے، پس اگر وہ گواہ قائم کرنے پر قادر ہوا تو اس پر کوئی چیز نہیں۔ بعض اسلاف اس طرف گئے ہیں کہ وہ (قاتل) بالکل قتل نہیں کیا جاتا، وہ اپنے کئے ہوئے پر اس وقت معذور سمجھا جائے گا۔ جب اس کے صداقت کی نشانیاں سچے ڈاکٹر کی تفتیش کرنے سے ان کے خلاف ظاہر ہوں، یا بیوی کے سابقہ غلط چلن کے شبہات موجود ہوں یا مقتول زنا میں شہرت رکھتا ہو وغیرہ۔ حنابلہ اور مالکیہ کہتے ہیں کہ اگر اس (قاتل) نے دو گواہوں کو اس پر پیش کر دیئے کہ اس نے انہیں کی وجہ سے قتل کر دیئے ہیں اور مقتول محصن تھا تو اس (قاتل) پر کوئی چیز نہیں۔ حادویہ کہتے ہیں کہ اس مرد کے لیے جو اپنی بیوی یا ماں یا بیٹی کے ساتھ کسی کو (زنا کرتے ہوئے) پائے تو اس کے لیے انکا عین (زنا) کے فعل کے وقت قتل کرنا جائز ہے اور اس پر کچھ بھی نہیں اور اگر فعل (زنا) کے بعد قتل کر دیئے تو اس کو گواہ پیش کرنے ہونگے یا وہ قصاصاً قتل کیا جائے گا۔ بشرطیکہ وہ باکرہ ہوں۔ شوافع کہتے ہیں کہ اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کے ساتھ کسی شخص

[59] الجزیری،عبد الرحمٰن ، كتاب الفقه على المذاهب الاربعه، (بیروت:احیاء التراث العربی،س ن)،ج 5،ص66-65

کو دیکھا پھر اس نے دعوی کیا کہ اس نے ان سے ایسی چیز دیکھی جس سے حد واجب ہوتی ہے (یعنی زنا کا عمل دیکھا) در حالیکہ وہ دونوں شادی شدہ تھے، ان دونوں یا ان میں سے ایک کو قتل کر دیا اور اس (قاتل) نے گواہ پیش نہیں کئے تو اس پر قود ہے چاہے ان میں سے جس کو بھی قتل کیا ہو، ہاں اگر ان (مقتولین) کے اولیاء چاہے دیت لے یا معاف کر دے)۔

حکم اخروی کے متعلق فتاوی دار العلوم دیوبند میں مولانا مفتی عزیز الرحمٰن عثمانی لکھتے ہیں کہ:

"اگر زید نے اپنی اخت کو اپنی آنکھ سے زنا کرتے دیکھا یا اخت نے خود زید سے کہا کہ میں نے زنا کیا ہے اور زید نے اپنی اخت کو جان سے مار دیا۔ یا زید کو کسی طریقے سے یقین ہو گیا۔ کہ میری فلانی محرمہ نے زنا کیا ہے اور زید نے اس کو کسی طریقے سے جان سے مار دیا تو زید پر اس صورت میں مواخذہ اخروی ہو گا۔[60] کما قال اللہ: لَوْلاَ جَاؤُوا عَلَيْهِ بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاء فَإِذْ لَمْ يَأْتُوا بِالشُّهَدَاء فَأُوْلَئِكَ عِندَ اللَّهِ هُمُ الْكَاذِبُون[61] (وہ (بہتان لگانے والے) اس بات پر چار گواہ نہیں لے آئے؟ اب جبکہ وہ گواہ نہیں لائے تو اللہ کے نزدیک وہی جھوٹے ہیں)

بیوی کی بدکاری پر لعان کے بجائے قتل کے مرتکب شخص کے متعلق نیل الاوطار میں علامہ شوکانی لکھتے ہیں کہ:

"وقيل بل يقتل به لانه ليس له ان يقيم الحد بغير اذن الامام وقال بعض السلف لا يقتل اصلا ويعذر فيما فعله اذا ظهرت امارات صدقه،وشرط احمد و اسحاق ومن تبعها ان ياتي بشاهدين انه قتله بسبب ذالك،ووافقهم ابن القاسم وابن حبيب من المالكيه لكن المقتول قد احصن" [62]

(ایک گروہ کہتا ہے کہ اسے (یعنی قاتل کو قصاصا) قتل کیا جائے گا، کیونکہ اس کو بطور خود حد جاری کرنے کا حق نہ تھا، دوسرا گروہ کہتا ہے کہ اسے قتل نہیں کیا جائے گا اور نہ اس کے فعل پر کوئی مواخذہ ہو گا بشرطیکہ اس کی صداقت ثابت ہو جائے (یعنی یہ کہ فی الواقع اس نے زنا ہی کے ارتکاب پر یہ فعل یعنی قتل کیا ہے)۔ امام احمد اور اسحاق بن راہویہ کہتے ہیں کہ اسے اس امر کے دو گواہ لانے ہونگے کہ قتل کا سبب یہی تھا۔ مالکیہ میں سے ابن القاسم اور ابن حبیب اس پر مزید شرط یہ لگاتے ہیں کہ زانی جسے قتل کیا گیا وہ شادی شدہ ہو، ورنہ کنوارے زانی کو قتل کرنے پر اس سے قصاص لیا جائے گا)

ابو الاعلیٰ مودودی تفہیم القرآن میں لکھتے ہیں کہ:

"جمہور فقہا کا مسلک یہ ہے کہ اس کو قصاص سے صرف اس صورت میں معاف کیا جائے جبکہ وہ زنا کے چار گواہ پیش کرے، یا مقتول مرنے سے پہلے خود اس امر کا اعتراف کر چکا ہو کہ وہ اس کی بیوی سے زنا کر رہا تھا اور مزید یہ کہ مقتول شادی شدہ ہو"[63]

لہٰذا جمہور فقہاء کے مسلک کے مطابق اگر کوئی شخص بیوی کی بدکاری دیکھے اور لعان کا راستہ اختیار کرنے کے بجائے انہیں قتل کر دیں تو اسے یا تو چار گواہ پیش کرنے ہونگے یا اگر مقتول مرنے سے پہلے جرم زنا کا اقرار کرے اور یہ کہ مقتول شادی شدہ ہو، تو ان صورتوں میں یہ قاتل قصاص سے بچ جائے گا ورنہ اس قاتل کو قصاص کیا جائے گا۔

---

[60] عزیز الرحمٰن، مولانا، مفتی، فتاویٰ دار العلوم دیوبند، (کراچی: دار الاشاعت، 1986ء)، ج12، ص197

[61] النور: 13

[62] الشوكاني،محمد بن علی ابن احمد ، نيل الاوطار، (بيروت:دار الجيل)، ج 7، ص63

[63] مودودی، ابو الاعلیٰ، تفہیم القرآن، ج3، ص359

خلاصہ بحث

فقہاء کی نظر میں زنا، مرد اور عورت کے درمیان اس جنسی رابطے کو کہا جاتا ہے جو نکاح کے بغیر یا مرد کے کسی کنیز کے مالک ہوئے بغیر واقع ہو یا عقد نکاح یا مالک ہونے کے شبہ کے ساتھ نہ ہوا ہو۔ یہ رابطہ اس وقت زنا شمار ہو گا جب مرد کا آلہ تناسل حشفہ کی مقدار میں عورت کی شرمگاہ میں داخل ہو جائے۔

زنا، کبیرہ گناہوں میں سے سخت ترین گناہ ہے جس کی شرعی سزا (حد) مقرر ہے، اگر کوئی شخص اس فعلِ شنیع کا ارتکاب کرے اور شرائط کے مطابق چار گواہوں کے ذریعہ، یا چار مرتبہ قاضی کی مجلس میں اقرار کے ذریعہ اس کا ثبوت ہو جائے تو شریعتِ محمدیہ میں ایسے فرد پر "حدِ زنا" کا نافذ کرنا لازم ہے۔ کنواری کا بزبان والدین اور منسوبہ، شادی شدہ اور بیوہ کا شوہر اور ورثاء شوہری کا بنا ثبوت کے کہہ دینے سے حد جاری نہیں ہو گا اور نہ ان کا قتل جائز ہے۔

زنا کی شرعی سزا یہ ہے کہ اگر بالغ شادی شدہ مرد یا عورت زنا کرے تو اس کو سنگسار کیا جائے اور اگر غیر شادی شدہ اس کا مرتکب ہو تو اس کو سو کوڑے مارے جائیں، ثبوت کے بعد سزا کی معافی کا اختیار قاضی کو نہیں ہے۔

ان سزاؤں (اور تعزیرات) کے نفاذ کا اختیار اسلامی حکومت اور عدلیہ کو ہے، ہر فرد کو سزاؤں کے نفاذ کا اختیار شریعت نے نہیں دیا ہے۔ مذکورہ قوم کے معاشرہ میں روایت کو ہی قانون کا درجہ حاصل ہے۔ اور ان روایات کو شرعی احکامات پر ترجیح دی جاتی ہے جو اسلامی اصولوں اور فقہی قوانین کی خلاف ہے، لہٰذا اس سلسلے میں کوئی بھی شخص اپنی طرف سے حاکم اور جج بن کر فیصلے نہیں کر سکتا بلکہ اس کو قاضی اور جج کے پاس جا کر انصاف کا دروازہ کھٹکھٹانا ہو گا۔